غزلیاتِ توصیف تبسم کا عروضی جائزہ

فضل کبیر، لیکچرار، شعبہ اُردو اسلامیہ یونیورسٹی پشاور
زاہد حسین، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو جہانزیب کالج سوات
ڈاکٹر امجد علی، لیکچرار، شعبۂ اُردو جہانزیب کالج سوات

ABSTRACT:

The article is based on the analysis of prosody (the pattern of rhythm and intonation) in the poetry of the reputed contemporary poet tawseef tabbasum. prosody is explicated and discussed briefly in the introduction. later, a comprehensive analysis of his poetry is conducted on the grounds of prosody and its essential features. both quantitative and qualitative methods of research have been utilized/applied in the research work.

keywords: tawseef tabbasum, prosody, rhythm, poetry, analysis, ghazal

ادب لطیف انسانی جذبات واحساسات کے اظہار کا نام ہے۔ادب کو بنیادی طور پر دو اصناف میں تقسیم کیا جاتا ہے۔نثر اور نظم، جن میں بنیادی فرق وزن کا ہوتا ہے۔جو کلام موزوں یعنی وزن میں ہوتا ہے وہ نظم اور جو غیر موزوں یعنی جو وزن میں نہیں ہوتا وہ نثر کہلاتا ہے۔کسی کلام کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کرنے کے لیے کہ وہ نظم ہے یا نثر ایک علم سے واقفیت ضروری ہے جسے عروض کہتے ہیں۔یعنی عروض ایک ایسا علم ہے جس کی مدد سے موزوں اور غیر موزوں کلام میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ذیل میں علم عروض کی مختلف ادبا کی طرف سے کی گئی چند تعریفیں درج کی جاتی ہیں۔

> ''ادب کی اصطلاح میں منظوم کلام کی کسوٹی کو''عروض کہتے ہیں۔''(۱)

> ''عروض وہ علم ہے کہ جس سے کلامِ موزوں یعنی نظم اور غیر موزوں یعنی نثر میں تمیز ہو جاتی ہے۔''(۲)

> ''اصطلاح میں عروض اس علم کا نام ہے جس سے کلام موزوں اور غیر موزوں میں فرق کیا جائے۔اس علم کے بغیر نظم ونثر میں تمیز نہیں کی جاسکتی۔''(۳)

کسی بھی شاعر کے لیے علم عروض سے کماحقہ آگاہی اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر کلام کے موزوں یا غیر موزوں ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔اگر شاعر علم عروض پر دسترس رکھتا ہو تو وہ بے وزن کلام کہنے سے بچ جاتا ہے۔

توصیف تبسّم کے کلام کو پڑھتے ہوئے قاری اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ وہ علم عروض پر اس قدر دسترس رکھتے ہیں کہ اُن کے ہاں ارکان کی ایسی ایسی مزاحف صورتیں ملتی ہیں جو عام شعرا کے ہاں نہیں ملتیں۔ اُن کا کلام اگرچہ زیادہ تر اُردو کے کثیر الاستعمال اوزان میں ہے لیکن کہیں کہیں عام روایت سے ہٹ کر بھی اُنھوں نے عروضی تجربات کیے ہیں جو قاری کے لیے خوش گوار حیرت کا باعث بنتے ہیں۔

جہاں تک توصیف تبسّم کے شعری سرمائے کا تعلق ہے تو اب تک ان کی تین کتابیں ''کوئی اور ستارہ''، ''سلسبیل'' اور ''آسمانِ تہ آب (منتخب کلیّات)'' کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ اگرچہ انھوں نے مختلف اصناف جیسے حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، قطعہ، دوبیتی، پابند نظم اور آزاد نظم وغیرہ میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں لیکن ان کا اصل میدان غزل ہے۔ جہاں تک اُن کی غزلوں کا تعلق ہے تو ان کی کتاب ''کوئی اور ستارہ'' میں کل اسّی (۸۰) اور ''آسمانِ تہ آب (منتخب کلیّات)'' میں انہتّر (۶۹) غزلیں ہیں جب کہ ان کی تیسری کتاب ''سلسبیل'' میں کوئی غزل موجود نہیں۔

ذیل میں توصیف تبسّم کی تمام (۱۴۹) غزلوں کا عروضی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس جائزے کے لیے جن نسخوں کو سامنے رکھا گیا ہے وہ ''کوئی اور ستارہ''، مطبوعہ ۱۹۹۵ء، پکٹوریل پرنٹرز اسلام آباد اور ''آسمانِ تہ آب (منتخب کلیّات)''، مطبوعہ ستمبر ۲۰۱۹ء فضلی بک سپر مارکیٹ، اُردو بازار، کراچی ہیں۔

توصیف تبسم نے کل سات بحور کے مختلف اوزان میں ۱۴۹ غزلیں لکھی ہیں جن میں سے چوالیس (۴۴) بحر مجتث، بیالیس (۴۲) بحر رمل، انّیس (۱۹) بحر مضارع، اٹھارہ (۱۸) بحر ہزج، سولہ (۱۶) بحر متقارب، آٹھ (۸) بحر خفیف اور دو (۲) بحر رجز کے مختلف اوزان میں ہیں۔ ذیل میں تمام غزلوں کا الگ الگ اوزان کے حوالے سے جائزہ لیا جاتا ہے۔

وزن نمبر 1۔ بحر مجتث مثمن مخبون محذوف/ مقصور/ محذوف مسکّن/ مقصور مسکّن

ارکان: مفاعلن فعلاتن مفاعلن فَعِلُن/ فَعِلَان/ فَعْلُن/ فَعْلَان

1۔ ع تھی بے دلی جو بہت آرزو کے ہوتے ہوئے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ع جسے عزیز ہو جاں راستے سے ہٹ جائے (کوئی اور ستارہ)

3۔ ع لگی ذرا نہ طبیعت بہشت میں اپنی (کوئی اور ستارہ)

4۔ ع بجا کہ درپئے آزار، چشم تر ہے بہت (کوئی اور ستارہ)

5۔ ع بہار آتی تو کچھ معنئ سفر کھلتے (کوئی اور ستارہ)

6۔	؏	بجھا بھی دو، دل پُر سوز و چشمِ تر کے چراغ	(کوئی اور ستارہ)
7۔	؏	گرے تھے جو سر مژگاں کئی فصیلوں میں	(کوئی اور ستارہ)
8۔	؏	ستم کچھ اور بھی اے جاں کہ جی بھرا ہی نہیں	(کوئی اور ستارہ)
9۔	؏	دل آبلہ ہے مگر پیچ و تاب کے اندر	(کوئی اور ستارہ)
10۔	؏	طلوعِ صبح کا منظر اداس کر جائیں	(کوئی اور ستارہ)
11۔	؏	چراغ روشنی لیتے تھے جن کی صورت سے	(کوئی اور ستارہ)
12۔	؏	عجیب رنگ تھے دل میں جو آنسوؤں میں نہ تھے	(کوئی اور ستارہ)
13۔	؏	کشیدہ سر ہوئے کچھ لوگ قامتوں کے بغیر	(کوئی اور ستارہ)
14۔	؏	گڑے ہیں یاد کے بت دل میں پتھروں کی طرح	(کوئی اور ستارہ)
15۔	؏	کوئی مکان کہاں ہے یہاں مکیں کے لیے	(کوئی اور ستارہ)
16۔	؏	وجودِ گل نہ تھا کوئی قیاس تھے سارے	(کوئی اور ستارہ)
17۔	؏	ہوں ایک عمر سے اوڑھے ہوئے بدن اپنا	(کوئی اور ستارہ)
18۔	؏	مثالِ نے، مرا سینہ فگار کیا نہ ہوا	(کوئی اور ستارہ)
19۔	؏	کہاں ہوں میں غمِ آوارگی پکار مجھے	(کوئی اور ستارہ)
20۔	؏	یہی ہوا کہ ہوا لے گئی اُڑا کے مجھے	(کوئی اور ستارہ)
21۔	؏	یہ کیا کہ صرف جدائی کے غم سناؤ اُسے	(کوئی اور ستارہ)
22۔	؏	تمام عمر رہی ایک آرزو دل میں	(کوئی اور ستارہ)
23۔	؏	فقط جبیں کا لہو ہاتھ کا مقدّر تھا	(کوئی اور ستارہ)
24۔	؏	بدل ہی جائے یہ منظر تو خوبصورت ہو	(کوئی اور ستارہ)
25۔	؏	کہیں ٹھہرتا نہیں مثلِ آب بہتا ہوں	(آسمانِ تہ آب)
26۔	؏	قرارِ جاں جسے کہتے ہیں، جاں سے باہر ہے	(آسمانِ تہ آب)
27۔	؏	ملے وہ زخم کسی چشمِ مہرباں سے مجھے	(آسمانِ تہ آب)
28۔	؏	بچھی ہوئی جو سرِ جاں بساطِ گریہ ہے	(آسمانِ تہ آب)
29۔	؏	وفورِ نشّہ میں گرتے ہیں گل بدن اب کے	(آسمانِ تہ آب)

30۔ ع مسافرت تھی کسی دشتِ بے خیالی کی (آسمانِ تہ آب)

31۔ ع تھکن زیادہ ہے کیوں، جب سفر زیادہ نہیں (آسمانِ تہ آب)

32۔ ع کہاں گیا وہ بہاروں کا قافلہ دیکھو (آسمانِ تہ آب)

33۔ ع رواں نہ ہوتی کبھی دشتِ شب میں جوئے چراغ (آسمانِ تہ آب)

34۔ ع افق کے پار کہیں دور سے بلاتی ہے (آسمانِ تہ آب)

35۔ ع یقین ہے کہ ہے اس حجلۂ ہوا میں کوئی (آسمانِ تہ آب)

36۔ ع ٹھہر گیا ہے سرِ آئینہ مرا پر تو (آسمانِ تہ آب)

37۔ ع یہ حالِ دل ہے، اسے کیسے بے دلی سے کہیں (آسمانِ تہ آب)

38۔ ع کھلے جو پھول اسے قدموں میں روندتی ہے کیوں (آسمانِ تہ آب)

39۔ ع گزشتنی ہے جو صورت ہے آخرِ شب کی (آسمانِ تہ آب)

40 ع یہی تھے ہم، یہی لیل و نہار پہلے بھی (آسمانِ تہ آب)

41۔ ع کہیں سے مژدہ نہ آیا شکستہ پائی کا (آسمانِ تہ آب)

42۔ ع فضا میں کھویا گیا، رفتہ و گزشتہ ہو (آسمانِ تہ آب)

ان کے علاوہ اس وزن میں ان کی ایک غزل میں ارکان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

43۔ ع شکستگی کا سفر رائیگاں نہ ہونے پائے (آسمانِ تہ آب)

ارکان: مفاعلن فَعِلاتن مفاعلن مفعولن

عام طور پر اس وزن میں مصرعے کا آخری رکن فَعِلُن، فَعِلَان، فَعْلُن یا فَعْلَان ہوتا ہے لیکن یہاں جو رکن آیا ہے وہ مفعولن ہے جو رکن ''فاعلاتن'' کی مشعّث صورت ہے اس لیے اس وزن کو بحر مجتث مثمن مخبون مشعّث بھی کہہ سکتے ہیں۔ تشعیث کے حوالے سے نجم الغنی نے خلیل کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''وتدِ مجموع کے دوسرے متحرک کے گرانے کا نام تشعیث ہے۔ پس فاعلاتن میں علا وتد مجموع ہے۔ بسبب تشعیث کے فاعاتن رہا۔ اس کو مفعولن سے بدل لیا''(۴)

ایک اور غزل کے پہلے مصرعے

44۔ ع کچھ اور دیر سرِ شاخ ٹھہر جاتا میں (آسمانِ تہ آب)

کا وزن یہ ہے۔ مفاعلن فعلاتن فعلاتن فعلن۔

جبکہ غزل کے باقی مصرعوں کا تیسرا رکن فعلاتن کی جگہ مفاعلن ہے۔یعنی غزل کے باقی تمام مصرعے اس وزن میں ہیں۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن۔

اس غزل کے پہلے مصرع میں توصیف تبسّم بحر مضارع کے تیسرے رکن یعنی مس تفع لن کی مزاحف صورت مفاعلن جو اس کی مخبون صورت ہے کی جگہ فعلاتن جو کہ رکن فاعلاتن کی مخبون صورت ہے لائے ہیں۔

رکن مس تفع لن کے پانچ زحافات میں سے ایک زحاف خبن ہے۔اس کے حوالے سے نجم الغنی یوں رقم طراز ہیں:

''خبن سے حرفِ ساکن سببِ خفیف جو رکن کے اوّل میں ہو گر جاتا ہے۔ مس تفع لن سے سین گر کر متفع لن رہا۔اس کو مفاعلن سے بدل لیا''(۵)

اسی طرح رکن فاعلاتن کے دس زحافات میں سے ایک خبن ہے۔ نجم الغنی رکن فاعلاتن کی مخبون صورت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''خبن۔۔۔اصطلاح عروض میں مراد ہے اسقاطِ حرفِ ساکنِ سببِ خفیف سے جو رکن کے اوّل میں ہو۔ پس فاعلاتن سے فعلاتن رہ گیا۔(۶)

وزن نمبر2۔بحر رمل مثمن مخبون محذوف/مقصور/محذوف مسکّن/مقصور مسکّن

ارکان: **فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فَعِلُن/فَعِلَان/فَعْلُن/فَعْلَان**

1۔	؏	دل کو فرقت میں اگر ضبط کا یارا ہوتا	(کوئی اور ستارہ)
2۔	؏	اک ورق اور بھی احوالِ پریشاں لکھو	(کوئی اور ستارہ)
3۔	؏	اتنا پانی ہو جہاں، کیوں کوئی پیاسا ڈوبے	(کوئی اور ستارہ)
4۔	؏	تہہ جو مٹّی کی جمی ہے وہ ہٹاؤں کیسے	(کوئی اور ستارہ)
5۔	؏	دل تھا پہلو میں تو کہتے تھے تمنّا کیا ہے	(کوئی اور ستارہ)
6۔	؏	زندگی پہلے نہ تھی ساغرِ سم شہر بہ شہر	(کوئی اور ستارہ)
7۔	؏	جسم سے روح کی وادی میں اُترنا اس کا	(کوئی اور ستارہ)
8۔	؏	کتنے ہی تیر خمِ دست و کماں میں ہوں گے	(کوئی اور ستارہ)
9۔	؏	کیا خبر لمحۂ موجود ہو فردا میرا	(کوئی اور ستارہ)

10۔ ؏ آسماں غرق ہے پانی میں نکالوں اس کو (کوئی اور ستارہ)

11۔ ؏ آئینہ ملتا تو شاید نظر آتے خود کو (کوئی اور ستارہ)

12۔ ؏ کیا بتاؤں کہ ہے کس زلف کا سودا مجھ کو (کوئی اور ستارہ)

13۔ ؏ واہمہ ہوگا یہاں کوئی نہ آیا ہوگا (کوئی اور ستارہ)

14۔ ؏ دل پہ تصویر ہر اک صورتِ زیبا کرنا (آسمانِ تہ آب)

15۔ ؏ مجھ کو لوٹا دے مرے رنگ نہ جانے والے (آسمانِ تہ آب)

16۔ ؏ قافلہ عمر کا تھا، رہگزری تھے ہم بھی (آسمانِ تہ آب)

17۔ ؏ رنگ چہرے کا اگر پردہ درِ راز نہ ہو (آسمانِ تہ آب)

18۔ ؏ خشک پتّوں میں سسکتی ہے ہوا آخر شب (آسمانِ تہ آب)

19۔ ؏ پیش منظر سے جدا، شورِ تماشا سے الگ (آسمانِ تہ آب)

20۔ ؏ لمحہ بھر کو جو لبِ نغمہ مرا بند ہوا (آسمانِ تہ آب)

21۔ ؏ ہم کو منظور نہیں موجۂ خوں سے کچھ کم (آسمانِ تہ آب)

22۔ ؏ خود ہی آئینے ترے حسن کے غمّاز ہوئے (آسمانِ تہ آب)

23۔ ؏ اے مرے دیدۂ تر روک نہ آنسو اپنے (آسمانِ تہ آب)

24۔ ؏ دلِ دیوانہ غمِ عشق میں رسوا جو ہوا (آسمانِ تہ آب)

25۔ ؏ تجھ سا خوش رنگ سوادِ گل و ریحاں میں نہیں (آسمانِ تہ آب)

اس کے علاوہ دو غزلوں میں توصیف تبسّم مصرعے کا آخری رکن فَعِلُن، فَعِلَان، فَعْلُن یا فَعْلَان کی جگہ مفعولن (مشعّت) لائے ہیں۔ اس لیے ان مصرعوں کے وزن کو رمل مثمن مخبون مشعّت کہا جائے گا۔

26۔ ؏ دل زدہ اٹھ کے ادھر کو جو کوئی دم ہو جائیں (کوئی اور ستارہ)

27۔ ؏ کاش اک شب کے لیے خود کو میسّر ہو جائیں (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 3۔ بحر رمل مسدّس مخبون محذوف / مقصور / محذوف مسکّن / مقصور مسکّن

ارکان: فاعلاتن فعلاتن فَعِلُن / فَعِلَان / فَعْلُن / فَعْلَان

1۔ ؏ آئینہ خوف دلاتا ہے مجھے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ع موجزن مجھ میں ہے دریا کوئی (کوئی اور ستارہ)

3۔ ع کاش اک پل ہی ٹھہر تا جاؤں (کوئی اور ستارہ)

4۔ ع اپنی ہی سوچ میں گم ہیں راہیں (کوئی اور ستارہ)

5۔ ع آرزو بے سروساماں ہو گی (آسمانِ تہ آب)

6۔ ع دشتِ غم ہے کوئی رہگیر یہاں (آسمانِ تہ آب)

7۔ ع کاش میں خود کو میسّر ہوتا (آسمانِ تہ آب)

8۔ ع رنگ عارض خمِ ابرو ہم سے (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 4۔ بحر رمل مثمن محذوف/مقصور

ارکان: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/فاعلان

1۔ ع تھا پسِ مژگانِ تر اک حشر برپا اور بھی (کوئی اور ستارہ)

2۔ ع میری صورت سایۂ دیوار و در میں کون ہے (کوئی اور ستارہ)

3۔ ع مرتے مرتے روشنی کا خواب تو پورا ہوا (کوئی اور ستارہ)

4۔ ع ہم نصیبو! چُپ رہو جلتے گھروں کے درمیاں (کوئی اور ستارہ)

5۔ ع رات کا پتھر جو آنکھوں پر دھرا رہ جائے گا (کوئی اور ستارہ)

6۔ ع سامنے ہے منزلِ جاں بے خبر آہستہ چل (آسمانِ تہ آب)

7۔ ع رات کا پچھلا پہر، روشن زمین و آسماں (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 5۔ بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور

ارکان: مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن/فاعلات

1۔ ع آ کر لگا ہے سخت جو پتھر اُٹھائیے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ع چہرے سے ترے درد کا اظہار کچھ تو ہو (کوئی اور ستارہ)

3۔ ع تھے برگِ خشک سب کو اُڑا لے گئی ہوا (کوئی اور ستارہ)

4۔ ع تمہیدِ عرضِ حال ابد پر اُٹھا رکھیں (کوئی اور ستارہ)

5۔ ع سو دشتِ شوق آئیں گے نکلا جو گھر سے تو (کوئی اور ستارہ)

6۔ ع اب دیکھ لو کہ دیدۂ تر پانیوں میں ہے (کوئی اور ستارہ)

7۔ ؏ پھر فرشِ گل پہ اوس کے موتی بکھر گئے (کوئی اور ستارہ)

8۔ ؏ بے روئے آج آنکھ کی سُرخی فزوں ہوئی (کوئی اور ستارہ)

9۔ ؏ آندھی چلے تو دیکھنا راہِ فنا میں ہیں (کوئی اور ستارہ)

10۔ ؏ آنسو کو ترجمانِ غمِ دل کہا نہ جائے (کوئی اور ستارہ)

11۔ ؏ رندانِ بادہ خوار جو تشنہ لہو کے تھے (کوئی اور ستارہ)

12۔ ؏ قطرے لہو کے صرفِ قلم ہو چکے بہت (آسمانِ تہ آب)

13۔ ؏ سینے میں موجِ درد ہے موج ہوا نہیں (آسمانِ تہ آب)

14۔ ؏ وہ اک خلش کہ دشمنِ جاں تھی بنی ہوئی (آسمانِ تہ آب)

15۔ ؏ یوں آئنے رکھے تھے کہ تنہا نہ تھا کوئی (آسمانِ تہ آب)

16۔ ؏ جو پھول کھل رہا ہے ہوائے بہار میں (آسمانِ تہ آب)

17۔ ؏ دیکھے گی ایک خلق تماشا نہ ہوا گر (آسمانِ تہ آب)

18۔ ؏ نظروں سے چوم کر لب ور خسارِ یار کو (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 6۔ بحر مضارع مثمن اخرب

ارکان: مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلاتن

1۔ ؏ تھمتا نہیں یم خوں اے دوستو! دلوں سے (کوئی اور ستارہ)

وزن نمبر 7۔ بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور

ارکان: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن/مفاعیل

1۔ ؏ اک تیر نہیں کیا تری مژگاں کی صفوں میں (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ مدّت ہوئی وہ حسنِ دل آرا نہیں دیکھا (کوئی اور ستارہ)

3۔ ؏ ہر چند کہ یہ دردِ دل آزار بہت ہے (آسمانِ تہ آب)

4۔ ؏ مطرب! تری آواز ترے ساز میں کیا ہے (آسمانِ تہ آب)

5۔ ؏ اس بزم میں دل آئنہ بردار ہوا ہے (آسمانِ تہ آب)

6۔ ؏ دل خاک اُڑاتا ہے ضرورت سے زیادہ (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 8۔ بحر ہزج مسدّس محذوف/مقصور

ارکان: **مفاعی لن مفاعی لن فعولن/مفاعیل**

1۔ ؏ حسیں تھے یوں تو غم ہائے جہاں بھی (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ یہ گرد و پیش جس کا آئینہ ہے (کوئی اور ستارہ)

3۔ ؏ یہ آنسو ہے کہ قطرہ دیکھنے میں (کوئی اور ستارہ)

4۔ ؏ بہاروں کو پشیمانی بہت ہے (آسمانِ تہ آب)

5۔ ؏ مکیں گم ہیں مکاں خالی پڑے ہیں (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 9۔ بحر ہزج مثمن سالم

ارکان: **مفاعی لن مفاعی لن مفاعی لن مفاعی لن**

1۔ ؏ سواری گل کی کب نکلی تھی رہوارِ صبا کیا ہے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ جو منظر بجھ رہا ہے منتظر کن ساعتوں کا ہے (کوئی اور ستارہ)

وزن نمبر 10۔ بحر ہزج مثمن اخرب

ارکان: **مفعولُ مفاعی لن مفعولُ مفاعی لن**

1۔ ؏ رستے بھی مسافر بھی اک راز ہیں سربستہ (آسمانِ تہ آب)

2۔ ؏ اے نالہ کشاں! کب سے بیٹھے سرِ ساحل ہو (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 11۔ بحر ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف/مقصور

ارکان: **مفعولُ مفاعلن فعولن/مفاعیل**

1۔ ؏ کیا تیز زمانے کی ہوا ہے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ اس پار جہانِ رفتگاں ہے (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 12۔ بحر ہزج مثمن اشتر مسبّغ

ارکان: **فاعلن مفاعی لن فاعلن مفاعی لن/مفاعیلان**

1۔ ؏ روح درد کی کفنی، تن کفن جدائی کا (کوئی اور ستارہ)

وزن نمبر 13۔ بحر متقارب اثرم اثلم مقبوض محذوف/ابتر/مقصور (شانزدہ رکنی)

ارکان: اس وزن میں جتنے بھی اشعار لکھے جاتے ہیں وہ تمام اشعار سولہ ارکان پر مشتمل ہوں گے۔ اس کے ہر مصرعے میں آٹھ ارکان ہوں گے۔ چونکہ بحر متقارب کا بنیادی رکن فعولن ہے اس لیے اس وزن میں سالم

رکن (فعولن) کے علاوہ اس کی یہ مزاحف صورتیں دیکھنے کو مل سکتی ہیں۔ فاعِ (عین متحرک)، فعلُن، فعولُ (لام متحرک)، فَعُل، فَع، فاع (عین ساکن) اور فعول (لام ساکن)۔

1۔ ؏ آخر خود اپنے ہی لہو میں ڈوب کے صرفِ وغا ہو گے (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ غم کا کیا اظہار کریں ہم درد سے ضبط زیادہ ہے (کوئی اور ستارہ)

3۔ ؏ عشق میں اک گلبرگ بدن کے کیوں خود کو بے حال کریں (کوئی اور ستارہ)

4۔ ؏ روپ کی ڈھلتی شام تھی ''ٹیکا ٹیک'' دوپہری لگتی تھی (کوئی اور ستارہ)

5۔ ؏ سنو، کوی توصیف تبسّم اس دکھ سے کیا پاؤ گے (کوئی اور ستارہ)

6۔ ؏ گرد آلود دریدہ چہرہ یوں ہے ماہ و سال کے بعد (کوئی اور ستارہ)

7۔ ؏ آوازوں کے پھیر میں کیسے حال کھلے گا بھیتر کا (کوئی اور ستارہ)

8۔ ؏ بند آنکھ [آنکھوں] کی اوٹ سے گزرے افسانے ہی افسانے (آسمانِ تہ آب)

9۔ ؏ دل کی بات نہ مانی ہوتی عشق کیا کیوں پیری میں (آسمانِ تہ آب)

10۔ ؏ دل سا کوئی دوست کہاں، جاں دینے میں فرد بہت (آسمانِ تہ آب)

11۔ ؏ چال وہ جو بن ماتی، پگ پگ ناگن سی لہرائے ہے (آسمانِ تہ آب)

12۔ ؏ بچپن اور لڑکپن گزرا، گزرا دورِ جوانی کا (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 14۔ بحر متقارب اثرم اثلم مقبوض محذوف/ابتر/مقصور (دوازدہ رکنی)

ارکان: اس وزن کا حامل ہر شعر بارہ ارکان پر مشتمل ہو گا۔ اس کے ہر مصرعے میں چھے ارکان ہوں گے۔ چونکہ بحر متقارب کا بنیادی رکن فعولن ہے اس لیے اس وزن میں سالم رکن (فعولن) کے علاوہ اس کی یہ مزاحف صورتیں دیکھنے کو مل سکتی ہیں۔ فاعِ (عین متحرک)، فعلُن، فعولُ (لام متحرک)، فَعُل، فَع، فاع (عین ساکن) اور فعول (لام ساکن)۔

1۔ ؏ ابر کا خیمہ دھوپ کنارا کیا دیکھیں (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ دریا بھی ہے یاد کا منظر یاد رکھو (کوئی اور ستارہ)

3۔ ؏ تم اچھے تھے تم کو رسوا ہم نے کیا (کوئی اور ستارہ)

وزن نمبر 15۔ بحر متقارب مثمن مقبوض اثلم مضاعف

ارکان: فعولُ فعلن فعولُ فعلن فعولُ فعلن فعولُ فعلن

1۔ ؏ وہ اوّلیں درد کی گواہی سجی ہوئی بزمِ خواب جیسے (کوئی اور ستارہ)

وزن نمبر 16: بحر خفیف مسدّس مخبون محذوف/مقصور/محذوف مسکّن/مقصور مسکّن

ارکان: فاعلاتن مفاعلن فَعِلُن/فَعِلَان/فَعْلُن/فَعْلَان

1۔ ؏ جشنِ مہتاب رات بھر ہے یہاں (کوئی اور ستارہ)

2۔ ؏ وہ جفا تھی کہ تھی وفا تیری (آسمانِ تہ آب)

3۔ ؏ پھول جو دستِ فتنہ گر میں رہے (آسمانِ تہ آب)

4۔ ؏ کچھ تو تکمیلِ آرزو کیجے (آسمانِ تہ آب)

5۔ ؏ کہنگی کے نشاں بدلتے ہیں (آسمانِ تہ آب)

6۔ ؏ آج مہمان کوئی غم کیجے (آسمانِ تہ آب)

7۔ ؏ فرصتِ دید ایک ساعت ہے (آسمانِ تہ آب)

8۔ ؏ اور آگے کہاں تلک جائیں (آسمانِ تہ آب)

وزن نمبر 17۔ بحر رجز مثمن مطوی مخبون مذال

ارکان: مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن/مفاعلان

1۔ ؏ پھر وہی رات آگئی نیند پلک دھرے دھرے (آسمانِ تہ آب)

اس کے علاوہ ایک غزل جس کا پہلا مصرع

2۔ ؏ تھا دل شکستنی تو کیوں شکوہ سرا بہت ہوا (آسمانِ تہ آب)

کا وزن مستفعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن ہے۔ یعنی مصرعے کا پہلا رکن سالم آیا ہے (مفتعلن کی جگہ مستفعلن)۔

اس کے علاوہ غزل کے تیسرے شعر کے پہلے مصرعے

؏ درد کی ایک لہر اُٹھی ساحلِ جاں ڈبو گئی

کا وزن یہ ہے۔ مفتعلان مفتعلن مفتعلن مفاعلن جبکہ چھٹے شعر کے پہلے مصرعے

؏ گیسوئے شب تھا بہ دل آئے تو آنکھ لگ گئی کا وزن مفتعلن مفتعلن فاعلن فاعلن ہے۔ اس لیے اس مصرعے کے وزن کو رجز مثمن مطوّی مخبون مرفوع مذال کہا جائے گا۔

حوالہ جات:

۱۔ڈاکٹر سید تقی عابدی، رموز شاعری، القمر انٹر پرائزز، اُردو بازار لاہور، طبع اول، 2003ء، ص22

۲۔ منشی دیبی پرشاد سحر بدایونی، معیار البلاغت، نول کشور پریس لکھنؤ، بارِ چہارم، 1933ء، ص71

۳۔ڈاکٹر صاحب علی، مبادیاتِ عروض، سیفٹی بک ایجنسی، ممبئی1996ء، ص7

۴۔ حکیم نجم الغنی خان نجمیؔ رامپوری، بحر الفصاحت، جلداوّل، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی، 2006، ص، 190

۵۔ایضاً، ص196

۶۔ایضاً، ص189